اُصولِ حدیث
محمد خُبیب احمد☆

التحقيق والتنقيح في مسئلة التدليس

امام الشافعیؒ کے قول کے تناظر میں

علم اُصولِ حدیث کے ذریعے محدثینِ عظام نے ۱۴ صدیوں پہلے نبی کریم ﷺ کی طرف ہر منسوب بات کی غلطی وصحت جانچنے کے لئے ایسے بہترین اُصول وضع کئے جن میں آج تک کوئی اضافہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

کسی بھی قول کے مستند ہونے کے لئے راویوں کا سلسلۂ اسناد متصل ہونا ازبس ضروری ہے اور یہ اتصالِ سند کسی حدیث کے صحیح ہونے کی پہلی شرط ہے۔سند میں یہ انقطاع اگر ظاہری ہو یعنی کسی مرحلہ پر راویوں کا سلسلہ منقطع ہو تو اس کو عام علما بھی جان سکتے ہیں۔ تاہم بعض راویانِ حدیث سند کے مخفی عیب/انقطاع کو دانستہ یا نادانستہ طور پر چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اس طرزِ عمل کو اُصولِ حدیث کی اصلاح میں 'تدلیس' سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کی متعدد اقسام کی بنا پر اس کا حکم بھی مختلف ہے۔

مگر بعض حضرات جبلِ علم امام شافعیؒ کے قول (چند صفحات کے بعد ملاحظہ کریں) کو اَساس قرار دے کر سبھی مدلِّسین کی مرویات سے مساوی سلوک کرتے ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک جس راوی نے بھی زندگی میں صرف ایک بار تدلیس کی تو اس کی ہر مُعنعن روایت ناقابل قبول ہوگی اور لطف کی بات یہ ہے کہ وہ اسے 'جمہور محدثین' کا منہج باور کراتے ہیں جو سراسر حقیقت کے منافی ہے۔درج ذیل تحریر میں مدلسین کے بارے میں صحیح موقف کے تعین کی کوشش کی گئی ہے اور جمہور محدثین کے اصل موقف کو پیش کیا گیا ہے۔

تدلیس کے لغوی معنی

'تدلیس' کے لغوی معنی پوشیدگی اور پردہ پوشی کے ہیں۔ اسی سے الدَلس (دال اور لام کی

☆ معاونِ تحقیق، ادارہ علوم اثریہ، فیصل آباد

www.KitaboSunnat.com

زبر کے ساتھ) ہے جس کا مطلب ہے: اختلاط النور بالظلمَة یعنی ''اندھیرے اور اُجالے کا سنگم'' دلس البائع کے معنی: بائع کا خریدار سے سودے کے عیب کو چھپانا ہے۔

(مزید تفصیل:الصحاح للجوهري:۲/۹۲۷،لسان العرب:۷/۳۸۹،تاج العروس:۴/۱۵۳)

اِصطلاحی تعریف

اگر راوی اپنے ایسے اُستاد جس سے اس کا سماع یا معاصرت ثابت ہے وہ روایت عَن ، أنَّ ، قَال ، حدَّث وغیرہ الفاظ سے بیان کرے، جسے درحقیقت اُس نے اپنے اُستاد کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے سنا ہے اور سامعین کو یہ خیال ہو کہ اس نے یہ حدیث اپنے اُستاد سے سنی ہوگی تو اسے 'تدلیس' کہا جاتا ہے۔ (معرفة أنواع علم الحديث لابن الصلاح:ص٦٦)

تدلیس کی مرکزی قسمیں دو ہیں:

❶ تدلیس الاسناد

اس کی دو تعریفیں ہیں:

① راوی کا اپنے اُستاد سے ایسی اَحادیث بیان کرنا جو دراصل اُس نے اِس اُستاد کے علاوہ کسی اور سے سنی ہیں۔

② راوی کا اپنے ایسے معاصر سے روایت کرنا جس سے اس کی ملاقات ثابت نہیں ہوتی اور ایسے صیغوں سے بیان کرنا جس سے یہ شبہ پیدا ہو کہ راوی نے مروی عنہ سے اس حدیث کی سماعت کی ہے۔

پہلی صورت کی تفصیل یہ ہے کہ راوی نے اپنے کسی شیخ سے چند اَحادیث بالمشافہ سماعت کی ہوتی ہیں مگر اس کے ہاں کچھ ایسی بھی اَحادیث ہوتی ہیں جنہیں اس شیخ سے بالمشافہ سماعت نہیں کیا ہوتا بلکہ اُس راوی سے سنا ہوتا ہے جس نے مدلس کے شیخ سے سنی ہوتی ہیں۔ وہ اس واسطہ کو گرا کر اپنے شیخ سے براہِ راست ایسے صیغوں سے بیان کرتا ہے جو صراحتاً اتصال پر دلالت کرتے ہیں اور نہ صراحتاً عدمِ اتصال پر، مگر عرفِ عام میں وہ سماع پر محمول کیے جاتے ہیں۔اس صورت کے تدلیس ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔

دوسری صورت کی توضیح یہ ہے کہ راوی اپنے ایسے معاصر جس سے اس نے کچھ سنا نہیں

www.KitaboSunnat.com

ہوتا اور بسا اوقات اس کی مروی عنہ سے ملاقات ہی ثابت نہیں ہوتی، سے ایسے ہی صیغوں سے بیان کرتا ہے جن میں سماع اور عدمِ سماع دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ اگر یہ مدلسین کوئی ایسا صیغہ استعمال کریں جو تحدیث یا سماع پر دلالت کرے اور اس میں تاویل کی بھی کوئی گنجائش نہ ہوتو وہ صیغہ جھوٹ ہوگا جس کا مرتکب متروک درجے کا راوی ہوگا۔

حافظ ابن حجرؒ اور ان کے مابعد محدثین نے تدلیس الاسناد کی اس دوسری صورت کو 'اِرسال خفی' قرار دیتے ہوئے تدلیس سے خارج قرار دیا ہے۔ (النکت لابن حجر:۲/۶۱۴، ۶۲۲ تا ۶۲۴)

مگر معلوم ہوتا ہے کہ 'ارسالِ خفی' بھی تدلیس کی ذیلی قسم ہے، مستقل قسم نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ فرما رہے ہیں۔

تدلیس الاسناد کی اس مختصر وضاحت کے بعد اب ہم اس کی ذیلی اَقسام کی طرف چلتے ہیں جس میں تدليس التسوية، تدليس السكوت، تدليس القطع، تدليس العطف اور تدليس الصيغ شامل ہیں۔

① تدليس التسوية

اس کی تعریف ہے کہ مدلس راوی اپنے کسی ایسے ثقہ اُستاد سے حدیث سنتا ہے جس نے وہ حدیث ضعیف راوی سے سنی ہوتی ہے اور وہ ضعیف راوی آگے ثقہ یا صدوق راوی سے اس حدیث کو بیان کرتا ہے۔ گویا دو ثقہ راویوں کا درمیانی واسطہ ایک ضعیف راوی ہوتا ہے۔

مدلس راوی ان دونوں ثقہ راویوں کے درمیان سے ضعیف راوی کو گرا کر ثقہ کو ثقہ سے ملا دیتا ہے اور سند کو بظاہر عمدہ بنا دیتا ہے، کیونکہ پہلے ثقہ راوی کا دوسرے ثقہ راوی سے سماع ثابت ہوتا ہے یا کم از کم وہ دونوں ہم عصر ہوتے ہیں۔ دیکھئے: (الكفاية :۲/۳۹۰)

ایسا فعل صفوان بن صالح الدمشقي اور محمد بن مصفّٰی سے منقول ہے۔

تدليس التسوية تدلیس کی بدترین قسم ہے۔ محدثین نے تدلیس کی جو شدید مذمت کی ہے، ان اَسباب میں سے ایک سبب تدليس التسوية بھی ہے۔

② تدليس السكوت

تدلیس الاسناد کی ذیلی اقسام میں دوسری قسم یہ ہے کہ مدلس راوی حدثنا وغیرہ کہہ کر خاموش ہوجاتا ہے اور دل ہی میں اپنے شیخ کا نام لیتا ہے، پھر روایت آگے بیان کرنا شروع

www.KitaboSunnat.com

کر دیتا ہے جس سے سامعین کو شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حدثنا کا قائل وہی ہے جو مدلس نے بہ آواز بلند ذکر کیا ہوتا ہے۔ ایسا فعل عمر بن عبید طنافسی سے مروی ہے۔ (النکت لابن حجر:۲/۶۱۷) ابن حجرؒ نے مذکورہ کتاب میں اسے تدلیس القطع قرار دیا ہے۔

③ تدلیس القطع

تدلیس الاسناد کی تیسری قسم تدلیس القطع ہے جس میں مدلس راوی صیغۂ اَدا حذف کر دیتا ہے اور بطورِ مثال الزهري عن أنس پر اکتفا کرتا ہے۔ (تعریف أهل التقدیس لابن حجر:ص۱۶) اس تدلیس کو تدلیس الحذف بھی کہا جاتا ہے۔

④ تدلیس العطف

چوتھی قسم تدلیس العطف ہے جس میں مدلس راوی اپنے دو اساتذہ، جن سے اس کا سماع ثابت ہوتا ہے، سے روایت بیان کرتا ہے۔ مگر وہ روایت اس نے صرف پہلے اُستاد سے سنی ہوتی ہے، اس لیے اس سے سماع کی تصریح کر دیتا ہے اور دوسرے استاد کو پہلے اُستاد پر عطف کر دیتا ہے اور یہ باور کراتا ہے کہ میں نے یہ روایت ان دونوں اساتذہ سے سماعت کی ہے۔ جیسے ہشیم بن بشیر نے کہا: حدثنا حصین و مغیرة حالانکہ ھُشیم نے اس مجلس میں بیان کردہ ایک حرف بھی مغیرہ سے نہیں سنا۔ (معرفة علوم الحدیث للحاکم:ص۱۰۵، جزء في علوم الحدیث لأبي عمرو الداني: ص۳۸۲،۳۸۳ رقم ۹۴)

⑤ تدلیس الصیغ

پانچویں قسم یہ ہے کہ مدلس راوی اپنے شیخ سے روایت کرنے میں ایسے صِیَغ اَدا استعمال کرتا ہے جس کے لیے وہ اصطلاحات وضع نہیں کی گئیں۔ مثلاً غیر مسموع روایت پر حدثنا کا اطلاق کرنا جیسے فطر بن خلیفہ کا طرزِ عمل تھا۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلي:۳/۴۶۵، فتح المغیث للسخاوي:۱/۲۱۱،۲۱۲)

اسی طرح إجازة بدون سماع والی روایت کو أخبرنا سے بیان کرنا جیسے امام ابونعیمؒ اور دیگر اَندلسیوں کا یہی طریقہ تھا۔ (سیر أعلام النبلاء للذهبي:۱۷/۴۶۰)

اسی طرح وِجادة پر حدَّثنا کا اطلاق کرنا جیسے اسحٰق بن راشد کا رویہ تھا۔

www.KitaboSunnat.com

(معرفة علوم الحديث للحاكم:ص۱۱۰)

یہ بات بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے کہ علامہ الشریف حاتم نے (المرسل الخفي:۱/ ص۵۳۰،۵۳۱) میں اس نوع کے آٹھ مدلسین ذکر کیے ہیں اور شرح الموقظة للذهبي میں نویں مدلس مسیّب بن رافع کا بھی اضافہ کیا ہے۔ (شرح موقظة الذهبي للعوني:ص۱۲۴)

❷ تدلیس الشیوخ

مدلس راوی نے جس اُستاذ سے حدیث سنی ہوتی ہے، اس کا ایسا وصف بیان کرتا ہے جس سے اس کی شخصیت مجہول ہوجاتی ہے یا پھر سامعین کی توجہ اسی نام کے کسی دوسرے شیخ کی طرف مائل ہوجاتی ہے مثلاً وہ اس کا غیر معروف نام، کنیت، قبیلے یا پیشے کی طرف نسبت کردیتا ہے۔ تدلیس کی اس نوع میں صیغ اَدا میں تدلیس نہیں ہوتی اور نہ ہی سند سے کسی راوی کا اسقاط ہوتا ہے، محض شیخ کا نام وغیرہ تبدیل کردیا جاتا ہے۔ بنابریں ایسی تدلیس میں مدلس کا عنعنہ اور صراحتِ سماع دونوں یکساں ہیں۔ (معرفة أنواع علم الحديث لابن الصلاح:ص٦٦، إرشاد طلاب الحقائق للنووي:۱/۲۰۷،۲۰۸)

تدلیس الشیوخ کی ذیلی قسم تدلیس البلدان ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

تدلیس البلدان

حافظ ابن جوزیؒ اس کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بغداد میں ایک طالبِ حدیث داخل ہوا۔ وہ شیخ کو لے جاکر رقّہ میں بٹھاتا ہے، یعنی اس باغ میں جو دریاے دجلہ کے دونوں کنارے چلا گیا ہے اور شیخ کو حدیث سناتا ہے۔ پھر اپنے حدیث کے مجموعے کو یوں لکھتا ہے کہ مجھ سے رقّہ میں فلاں فلاں شخص نے حدیث بیان فرمائی۔ اس سے وہ لوگوں کو وہم میں ڈالتا ہے کہ رقّہ سے وہ شہر مراد ہے جو ملکِ شام کی طرف ہے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس محدث نے طلبِ حدیث میں دور دراز کے سفر کیے ہیں۔''

(تلبیس ابلیس لابن جوزی:ص۱۱۳)

مدلس کی روایت کا حکم اور امام شافعیؒ کے موقف کی توضیح

اب امام شافعیؒ اور دیگر محدثین کا مدلس کی روایت کے بارے میں موقف ملاحظہ فرمائیں:

www.KitaboSunnat.com

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

① ”جس شخص کے بارے میں ہمیں علم ہو جائے کہ اس نے صرف ایک ہی دفعہ تدلیس کی ہے تو اس کا باطن اس کی روایت پر ظاہر ہو گیا۔

② اسی لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم مدلس کی حدیث اتنی دیر تک قبول نہیں کرتے جتنی دیر تک وہ حدثني یا سمعتُ (صراحتِ سماع) نہ کہے۔“

(الرسالة للإمام الشافعي: ص۳۷۹، ۳۸۰، فقرہ: ۱۰۳۳، ۱۰۳۵)

امام شافعیؒ کے مذکورہ بالا کلام کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں فرمایا کہ جو راوی صرف ایک ہی بار تدلیس کرے، اس کی ہر معنعن روایت قابل ردّ ہوگی۔ گویا امام موصوف کے ہاں راوی کے سماع کی تتبع کے بعد تدلیس کا مکرر ہونا یا اس کی مرویات پر تدلیس کا غالب آنا شرط نہیں ہے بلکہ محض ایک بار تدلیس کا پایا جانا ہی کافی ہے۔

حافظ ابن رجبؒ نے بھی امام شافعیؒ کے اس قول کی یہی تعبیر کی ہے۔

(شرح علل الترمذي: ۲/۵۸۲-۵۸۳)

مدلس کی ایک ہی بار تدلیس کے حوالے سے حافظِ مشرق خطیب بغدادیؒ کا بھی یہی موقف ہے۔ (الكفاية للخطيب البغدادي: ۲/۳۸۹-۳۹۰)

مدلس کی ایک بار تدلیس کے حوالے سے ان دونوں ماہر محدثین کے علاوہ کسی اور کا یہ موقف معلوم نہیں ہو سکا۔

امام شافعیؒ نے اپنے کلام کے دوسرے حصہ میں یہ صراحت فرمائی ہے کہ مدلس راوی کی معنعن روایت قابل قبول نہیں ہے۔ یہی موقف متعدد محدثین کا بھی ہے، مگر ان کا یہ موقف کثیر التدلیس راوی کے بارے میں ہے، صرف ایک بار والے مدلس راوی پر نہیں۔

☜ بعض لوگوں نے حافظ ابن حبانؒ کا بھی یہی موقف بیان کیا ہے۔ بلا شبہ حافظ ابن حبانؒ نے اسی مسلک کو اپناتے ہوئے یہ صراحت بھی فرمائی ہے کہ یہ امام شافعیؒ اور ہمارے دیگر اساتذہ کا موقف ہے۔ (مقدمة المجروحين لابن حبان: ۱/۹۲)

مگر معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حبانؒ کا یہ موقف مطلق طور پر نہیں ہے، کیونکہ ان کے ہاں

www.KitaboSunnat.com

جو مدلس صرف ثقہ راوی سے تدلیس کرتا ہے، اس کی روایت سماع کی صراحت کے بغیر بھی قبول کی جائے گی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

''ایسا مدلس جس کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ وہ صرف ثقہ ہی سے تدلیس کرتا ہے تو اس کی روایت عدمِ صراحتِ سماع کے باوجود قبول کی جائے گی۔ دنیا میں صرف سفیان بن عیینہ ایسے ہیں جو ثقہ متقن سے تدلیس کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ سے مروی کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس میں وہ تدلیس کریں اور اسی حدیث میں ان کے اپنے جیسے ثقہ راوی سے سماع کی وضاحت موجود ہوتی ہے۔'' (مقدمہ صحیح ابن حبان:۱/۹۰، الاحسان)

امام ابن حبانؒ کے قول سے یہ اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ موصوف کے ہاں جو صرف ثقہ سے تدلیس کرتے ہیں، وہ صرف ابنِ عیینہ ہیں۔ حالانکہ یہ مفہوم درست نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ امام ابن عیینہؒ اپنے ہی جیسے ثقہ متقن راوی سے تدلیس کرتے ہیں۔ عام ثقات سے تدلیس نہیں کرتے اور یہ عمومی قاعدہ ہے، اس سے وہ روایات مستثنیٰ ہوں گی جن میں تدلیس پائی جائے گی۔

دیگر محدثین کا امام شافعی و بغدادی سے اختلاف

① امام شافعیؒ اور حافظ بغدادیؒ کا مذکورۃ الصدر موقف محل نظر ہے بلکہ جمہور محدثین اور ماہرینِ فن کے خلاف ہے۔ جیسا کہ حافظ بدر الدین زرکشیؒ ۷۹۴ھ امام شافعیؒ کے اس قول کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وهو نص غريب لم يحكمه الجمهور''

(النكت على مقدمة ابن الصلاح للزركشي:ص۱۸۸)

''یہ انتہائی غریب دلیل ہے، جمہور کا یہ فیصلہ نہیں۔''

② حافظ ابن عبدالبرؒ نے بھی امام شافعیؒ کے اس موقف کو اپنانے والوں پر افسوس کا اِظہار کیا ہے۔ مشہور مالکی امام ابن عبدالبرؒ نے امام قتادہ بن دعامہ، جو تدلیس کرنے میں مشہور ہیں، کے عنعنہ کو مطلق طور پر ردّ کرنے والوں کا تعاقب فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''قال بعضهم قتادة إذا لم يقل: سمعتُ أو حدثنا فلا حجة في نقله وهذا تعسف'' (التمهيد لابن عبدالبر:۱۹/۲۸۷)

www.KitaboSunnat.com

''بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ قتادہ جب سمعتُ یا حدثنا وغیرہ سے اپنے سماع کی صراحت نہ کریں تو ان کے بیان کی کوئی حیثیت نہیں، یہ انتہائی افسوس ناک موقف ہے۔''

یعنی حافظ ابن عبدالبرؒ کے ہاں امام قتادہؒ ایسے مشہور مدلس بھی جب روایتِ عنعنہ سے بیان کریں تو وہ مقبول الروایہ ہیں۔ ان کا عنعنہ اسی وقت ردّ کیا جائے گا جب اس میں تدلیس پائی جائے گی۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالبرؒ دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں:

"قتادة إذا لم یقل: سمعت وخُولف في نقله، فلا تقوم به حجة لأنه یدلس کثیرًا عمن لم یسمع منه، ورُبّما کان بینهم غیر ثقة"

''قتادہ جب (سمعتُ) نہ کہیں اور ان کی حدیث دوسروں کے مخالف ہو تو قابل حجت نہیں ہوگی، کیونکہ وہ بکثرت ایسوں سے بھی تدلیس کرتے ہیں جن سے سماع نہیں ہوتا اور بسا اَوقات اس (تدلیس) میں غیر ثقہ راوی بھی ہوتا ہے۔'' (التمھید لابن عبدالبر:۳/۳۰۷)

حافظ صاحب کی ان دونوں نصوص کو سامنے رکھنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوجاتی ہے کہ امام ابن عبدالبر، قتادہ کے عنعنہ کو رد کرنے میں تدلیس شرط قرار دے رہے ہیں، بالفاظِ دیگر اِمام شافعیؒ کے موقف کی تردید بھی کررہے ہیں۔

امام شافعیؒ کا مدلسین کی روایات سے استدلال

اوپر آپ امام شافعیؒ کے حوالے سے پڑھ آئے ہیں کہ جو راوی ایک بار تدلیس کرے، اس کی سبھی معنعن روایات ناقابل قبول ہوں گی۔ مگر اس اُصول کی انہوں نے خود مخالفت کی ہے:

① امام صاحب نے ابن جریج کی معنعن روایت سے استدلال کیا ہے۔ (دیکھئے کتاب الرسالة للشافعي: ص ۱۷۸ فقرہ ۴۹۸، ص ۳۲۵ فقرہ ۸۹۰، ص ۳۳۰ فقرہ ۹۰۳، ص ۴۴۳ فقرہ ۱۲۲۰)

حالانکہ ابن جریج سخت مدلس ہیں اور مجروحین سے بھی تدلیس کرتے ہیں۔ ان کی ضعفا اور کذابین سے تدلیس کی وجہ سے محدثین ان کی مرویات کی خوب جانچ پرکھ کیا کرتے تھے۔ جس کی تفصیل مُعجم المدلسین للشیخ محمد بن طلعت: ص ۳۱۱ تا ۳۲۰، التدلیس في الحدیث للشیخ مسفر: ص ۳۸۳ تا ۳۸۶، بهجة المنتفع للشیخ أبي عبیدة: ص ۴۱۶ تا ۴۲۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

② اسی طرح دوسری جگہ مشہور مدلس ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس کی معنعن روایت سے اِستدلال کیا ہے۔ دیکھئے کتاب الرسالة: ص ۱۷۸ فقرہ ۴۹۸، ص ۳۲۴ فقرہ ۸۸۹

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ سوال جنم لیتا ہے کہ امام شافعیؒ نے ان دونوں اور دیگر مدلسین کی معنعن روایات سے استدلال کیوں کیا ہے؟

امام شافعیؒ کے موقف کی وضاحت

امام شافعیؒ کے موقف کے بارے میں شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سعد فرماتے ہیں:

''یہ کلام صرف نظریات کی حد تک ہے بلکہ ممکن ہے کہ امام شافعیؒ نے خود اس پر عمل نہ کیا ہو۔ اُنھوں نے اپنی اسی کتاب (الرسالة) میں متعدد مقامات پر ابن جریج کی معنعن روایت سے احتجاج کیا ہے۔اس حدیث میں امام شافعیؒ نے ابن جریج کی اپنے شیخ سے صراحتِ سماع ذکر نہیں کی، ایسے ہی ابوالزبیر کا معاملہ ہے۔''

اسی طرح شیخ ناصر بن حمد الفہد رقم طراز ہیں:

''ائمۂ حدیث امام شافعیؒ کے اس قول کی موافقت نہیں کرتے جیسا کہ امام احمد، امام ابن مدینی، امام ابن معین اور امام فسوی رحمہم اللہ اجمعین کا موقف ہے۔امام شافعیؒ اُمت کے فقہا اور علماے اسلام میں سے ہیں، مگر حدیث کے بارے میں ان کی معرفت ان حفاظ جیسی نہیں ہے، اور اگر ہم امام شافعیؒ کے قول کا اعتبار کریں تو ہمیں ایسی صحیح احادیث بھی ردّ کرنا ہوں گی جنھیں کسی نے بھی ردّ نہیں کیا یہاں تک کہ (امام شافعیؒ کی موافقت میں) شوافع نے بھی ردّ نہیں کیں بلکہ اُنہوں نے مدلسین کے مراتب قائم کیے ہیں۔'' (معجم المدلسین شیخ محمد طلعت: ص ۲۱۶،۲۱۷)

امام شافعیؒ کے قول کے جواب میں شیخ ابوعبیدہ مشہور بن حسن نے بھی اسی قسم کا جواب دیا ہے۔ دیکھئے التعليق على الكافی فی علوم الحديث للأردبيلی: ص ۳۸۹

☜ علامہ زرکشیؒ کا نقد آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ اُنہوں نے امام شافعیؒ کے اس قول کو غریب کہا ہے۔ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ کا یہ موقف محل نظر ہے۔

اس کے مزید دلائل درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل: تدلیس کا حکم

تدلیس کا حکم لگانے سے قبل یہ متعین کرنا ضروری ہے کہ اس کی تدلیس کی نوعیت کیا ہے؟ اس بنا پر تدلیس اور اس کے حکم کو چار حصوں میں منقسم کیا جائے گا:

www.KitaboSunnat.com

پہلی قسم: یہ ہے کہ راوی اپنے استاد سے وہ اَحادیث بیان کرتا ہے جو اس نے مروی عنہ (جس سے روایت کررہا ہے) سے سنی نہیں ہوتی، جب کہ مطلق طور پر اس کا سماع متحقق و یقینی ہوتا ہے۔اس قسم کا حکم یہ ہے کہ مدلس کی ہر حدیث میں اس کے شیخ سے سماع کی صراحت تلاش کی جائے گی، کیونکہ وہ جس حدیث کو بھی محتمل صیغہ سے بیان کررہا ہے، اس میں احتمال ہے کہ اس نے یہ حدیث اپنے اُستاد سے نہیں سنی۔ یہ حکم کثیر التدلیس مدلسین کا ہے۔

دوسری قسم: راوی اپنے ایسے ہم زمانہ سے حدیث بیان کرے جس سے اس کی ملاقات نہیں ہوتی، مگر وہ جس صیغے سے بیان کرتا ہے، اس سے یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث بھی اس کی مسموعات میں سے ہے۔ تدلیس کی اس قسم کو حافظ ابن حجرؒ اِرسالِ خفی قرار دیتے ہیں۔ اس قسم کے حکم کے بارے میں علامہ حاتم بن عارف الشریف رقم طراز ہیں:

> ''میں راوی کا عنعنہ اتنی دیر تک قبول نہیں کرتا جب تک اس کی مروی عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہوجاتی۔ اگرچہ یہ ملاقات یا سماع حدیث صرف ایک ہی حدیث سے ثابت ہوجائے تو میں اس راوی کی اس شیخ سے بقیہ اَحادیث سماع پر محمول کرتا ہوں، کیونکہ اس میں تدلیس کی جو قسم پائی جاتی ہے وہ ایسے معاصر سے روایت کرتا ہے جس سے سماع ثابت نہیں، اس لیے اگر ایک ہی حدیث میں سماع ثابت ہوجائے تو اس مخصوص شیخ سے تدلیس کا الزام ختم ہوجائے گا۔''
>
> (شرح موقظة الذهبي للعوني:ص١٢٦)

تیسری قسم: اس قسم میں 'تدلیس الشیوخ' ہے جس میں صیغِ اَدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ اس کا حکم مدلس راوی کی معرفت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر وہ ثقہ ہے تو اس کی نقل کردہ چیز مقبول ہوگی اور اگر وہ ضعیف ہوتو اس کا نقل کردہ قول بھی لائق التفات نہیں ہوگا اور جو ہر مدلس کے عنعنہ کو رد کرتے ہیں، وہ تدلیس الشیوخ کے مرتکب مدلس اگرچہ وہ ثقہ ہوں کی عنعنہ کو بھی رد کردیں گے جو کہ درست نہیں۔

چوتھی قسم: اس میں تدلیس الصیغ (صیغوں میں تدلیس) ہے۔اس قسم میں بھی تدلیس کی نوع متعین کرنا ہوگی اور اس کے مرتکبین کو بھی ذہن نشین رکھنا ہوگا۔اس تدلیس کی تاثیر تدلیس الاسناد کی تاثیر سے مختلف ہے، کیونکہ تدلیس الاسناد میں تو راوی کا عنعنہ مردود ہوتا ہے اور جو

آدمی تحمل حدیث میں روایت بالا جازۃ کو قبول نہیں کرتا، اس کے ہاں ایسے مدلس کی تصریح سماع قابل رد اور عنعنہ مقبول ہوگا۔ اس تدلیس کے حکم میں ان لوگوں کا بھی ردّ موجود ہے جو محض تدلیس سے موصوف ہر شخص کے عنعنہ کو مردود سمجھتے ہیں۔

دوسری دلیل: طبقاتِ مدلسین

امام شافعیؒ کے موقف کے برخلاف دوسری دلیل مدلسین کی طبقاتی تقسیم ہے۔ جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ سبھی مدلسین کی تدلیس کا حکم یکساں نہیں۔ بنابریں ان کی مرویات سے بھی جداگانہ سلوک کیا جائے گا۔ موصوف اور صفت کے تفاوت کی وجہ سے دونوں کا حکم بھی متغیر ہوگا۔ اسی تفاوت کے پیش نظر امام حاکمؒ نے مدلسین کی چھ اَقسام مقرر کی ہیں۔

(معرفة علوم الحديث للحاكم: ص۱۰۳ تا۱۱۲، نوع:۲۶)

امام حاکم کی پیروی دو محدثین نے کی، پہلے امام ابونعیمؒ صاحبُ المستخرج ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے ذکر کیا ہے۔ (النکت لابن حجر: ۶۲۲/۲) دوسرے امام ابوعمرو عثمان سعید دانی مقریؒ (۴۴۴ھ) ہیں۔ دیکھئے جزء في علوم الحدیث: ص۳۸۱ تا۴۹۱ مع شرحہ القیم بهجة المنتفع از شیخ مشہور حسن

پھر حافظ علائیؒ نے مدلسین کے پانچ طبقے بنائے۔ (جامع التحصيل للعلائي: ص۱۳۰،۱۳۱)

انکی متابعت میں حافظ ابن حجرؒ نے طبقات المدلسين پر مشتمل کتاب تعریف أهل التقديس میں اُنہیں جمع فرما دیا۔ حافظ ابن حجرؒ کی اس طبقاتی تقسیم کو اَساس قرار دے کر ڈاکٹر مسفر بن غرم اللہ دمینی نے کتاب التدلیس في الحدیث لکھی جو مطبوع اور متداول ہے۔ بلکہ جنہوں نے بھی مسئلہ تدلیس کے بارے میں لکھا، اُنہوں نے ان پہلوؤں کو فراموش نہیں کیا۔ یہاں اس غلط فہمی کا اِزالہ کرنا بھی ضروری ہے کہ حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے فلاں راوی کو فلاں طبقے میں ذکر کیا ہے حالانکہ وہ اس طبقے کا راوی نہیں، لہٰذا یہ طبقاتی تقسیم بھی درست نہیں۔

عرض ہے کہ کسی خاص راوی کے طبقے کی تعیین میں اختلاف ہونا ایک علیحدہ بات ہے۔ اس سے مدلسین کی طبقاتی تقسیم پر کوئی زَد نہیں پڑتی بلکہ خود حافظ ابن حجرؒ نے النکت علی کتاب ابن الصلاح میں اپنی کتاب تعریف أهل التقديس کے برخلاف رواۃ کے طبقات

میں تبدیلی کی ہے جو اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ یہ معاملہ اجتہادی نوعیت کا ہے۔ گویا مدلسین کی اس تقسیم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مدلسین کی معنعن روایت مقبول ہوتی ہے اور بعض کی ردّ۔

تیسری دلیل: تدلیس کی کمی وزیادتی کی تاثیر

امام شافعیؒ کے موقف کے خلاف تیسری دلیل یہ ہے کہ محدثین حکم لگاتے ہوئے تدلیس کی قلت اور کثرت کا بھی اعتبار کرتے ہیں جیسا کہ مدلسین کی معنعن روایات کا عمومی حکم اوپر بیان ہوچکا ہے کہ ایسی مرویات ضعیف ہوں گی، اِلا یہ کہ وہ مدلس راوی اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کردے یا اس کا کوئی متابع یا شاہد موجود ہو۔ مگر جو راوی قلیل التدلیس ہو، اس کی معنعن روایت مقبول ہوگی، بشرطیکہ وہ خود ثقہ ہو اور اس روایت میں نکارت نہ پائی جائے۔ اگر نکارت موجود ہو اور اس کا بظاہر کوئی اور سبب نہ ہو تو وہ (نکارت) تدلیس کا شاخسانہ قرار دی جائے گی۔ گویا ثقہ مدلس راوی کے عنعنہ کو تبھی تدلیس قرار دیا جائے گا جب اس کی سند یا متن میں نکارت پائی جائے گی۔ یہی فہم ناقدینِ فن کے اقوال سے مترشح ہوتا ہے۔

① امام ابن معینؒ کا فیصلہ

❁ امام یعقوب بن شیبہؒ (م۲۶۲ھ) نے امام العلل یحییٰ بن معینؒ (م۲۳۳ھ) سے تدلیس کی بابت اِستفسار کیا تو امام ابن معینؒ نے تدلیس کو معیوب اور مکروہ جانا۔ امام ابن شیبہؒ نے امام العلل سے سوال کیا:

اگر مدلس اپنی روایت میں قابل اعتماد ہوتا ہے یا وہ 'حدثنا' یا 'أخبرنا' کہے؟ یعنی اپنے سماع کی صراحت کرے۔ امام صاحب نے انتہائی لطیف جواب ارشاد فرمایا جو اُن کے اس فن کے شہسوار ہونے پر دلالت کرتا ہے، فرمایا: لا یکون حجة فیما دلّس ''جس روایت میں وہ تدلیس کرے گا، اس میں قابل اعتماد نہیں ہوگا۔'' (الکفایة البغدادي:۲/۳۸۷ اِسنادہ صحیح، الکامل لابن عدی:۱/۴۸، التمهید لابن عبدالبر:۱/۱۷،۱۸)

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ امام ابن معینؒ نے مدلس کی روایت کے عدمِ حجت ہونے میں یہ قاعدہ بیان نہیں فرمایا کہ جب وہ روایت عنعنہ سے کرے تو تب وہ حجت نہیں ہوگا، بلکہ فرمایا کہ اس کی عنعنہ مقبول ہے مگر اس شرط پر کہ اس عنعنہ میں تدلیس مضمر نہ ہو۔ بصورتِ دیگر

www.KitaboSunnat.com

وہ روایت منکر اور نا قابل اعتماد ہوگی۔ یہی سوال امام یعقوبؒ نے امام ابن معینؒ کے ہم عصر امام علی بن مدینیؒ سے کیا۔

② امام ابن المدینیؒ کے ہاں تاثیر

❁ إمام العلل وطبيبها علی بن مدینیؒ امام ابن شیبہ کے استفسار پر فرماتے ہیں:

"إذا کان الغالب علیه التدلیس فلا ، حتی یقول: حدثنا"

''جب تدلیس اس پر غالب آ جائے تو تب وہ حجت نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ اپنے سماع کی توضیح کرے۔'' (الکفایة للبغدادي:۲/۳۸۷، اسنادہ صحیح، التمهید لابن عبدالبر:۱/۱۸)

امام علی بن مدینیؒ نے اس جوابی فقرہ میں دو باتوں کی طرف نشاندہی فرمائی ہے:

اولاً: مدلّس روایت حجت نہیں۔

ثانیاً: اس راوی کی جتنی مرویات ہیں، ان کے تناسب سے وہ بہت زیادہ تدلیس کرتا ہے یعنی اس کی تدلیس مرویات پر غالب ہے تو اس کی روایت کے قبول کرنے میں یہ شرط لاگو کی جائے گی کہ وہ اپنے سماع کی صراحت کرے۔

امام ابن المدینیؒ کے کلام کا مفہومِ مخالف یہ ہے کہ قلیل التدلیس راوی کا عنعنہ مقبول ہوگا اِلا یہ کہ اس میں تدلیس ہو۔جیسا کہ امام سخاویؒ نے امام ابن مدینیؒ کے اس قول کی توضیح میں فرمایا ہے۔دیکھئے فتح المغیث للسخاوي:۱/۲۱۶

③ حافظ ابن رجبؒ کا موقف

❁ حافظ ابن رجبؒ امام شافعیؒ کا قول: ''ہر مدلس کی عنعنہ مردود ہوگی'' ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''امام شافعیؒ کے علاوہ دیگر محدثین نے راوی کی حدیث کے بارے میں تدلیس کے غالب ہونے کا اعتبار کیا ہے۔جب تدلیس اس پر غالب آ جائے گی تو اس کی حدیث اسی وقت قبول کی جائے گی جب وہ صراحتِ سماع کرے۔ یہ علی بن مدینیؒ کا قول ہے جسے یعقوب بن شیبہؒ نے بیان کیا ہے۔'' (شرح علل الترمذي لابن رجب:۲/۵۸۳)

حافظ ابن رجبؒ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کا رجحان بھی امام علی بن

www.KitaboSunnat.com

مدینیؒ وغیرہ کی طرف ہے۔

④ امام احمدؒ بن حنبل کا نظریہ

امام احمدؒ بھی اس مسئلہ میں دیگر ناقدین کے ہمدم ہیں، کیونکہ ہشیم بن بشیر الواسطی ابومعاویہ کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"ثقة ثبت كثير التدليس والإرسال الخفي" (التقريب:۸۲۳۲)

ان سے قبل حافظ علائیؒ نے اُنہیں مشہور بالتدلیس قرار دیا ہے۔

(جامع التحصيل للعلائي:ص۱۲۸، رقم۵۷)

بلکہ امام احمدؒ نے اس کی مدلس روایات کی بھی بخوبی انداز میں نشان دہی فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو: كتاب العلل ومعرفة الرجال للامام احمد: فقرہ:۶۴۴، ۷۲۳، ۱۴۵۹، ۲۱۲۷، ۲۱۲۹، ۲۱۳۲ تا ۲۱۴۰ وغیرہ

یہاں تک کہ ہشیم خود فرماتے ہیں:

''جب میں تمہیں حدثنا یا أخبرنا سے بیان کروں تو اسے مضبوطی سے تھام لو۔'' (علل الامام احمد: فقرہ ۲۱۳۴) مگر اس کے باوجود امام احمدؒ نے ہشیم کے عنعنہ پر توقف بھی کیا ہے۔

چنانچہ امام ابوداؤد فرماتے ہیں، میں نے امام احمدؒ سے سنا: حديث ابن شبرمة، قال رجل للشعبي: نذرت أن أطلّق امرأتى لم يقل فيه هشيم: أخبرنا، فلا أدري سمعه أم لا" کہ ''اس حدیث میں ہشیم نے أخبرنا نہیں کہا، مجھے نہیں معلوم کہ اس نے عبداللہ بن شبرمہ سے اس حدیث کو سنا ہے یا نہیں۔''

(مسائل الإمام أحمد تالیف ابی داؤد:ص۳۲۲)

اگر ہر مدلس کا عنعنہ مردود ہوتا بالخصوص ہشیم ایسے راوی کا، تو امام احمد ہشیم کے عنعنہ کے بارے میں کیوں توقف کرتے؟ جس طرح بیسیوں روایات میں اس کی تدلیس کو واضح کیا ہے، جیسا کہ علل الإمام أحمد سے معلوم ہوتا ہے، اسی قاعدہ کی رُو سے ابن شبرمہ والی حدیث کے بارے میں فیصلہ کن نقد فرما دیتے، مگر امام احمدؒ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ امام ابوداؤدؒ نے امام احمدؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو تدلیس کی وجہ سے معروف ہے کہ جب وہ 'سمعت' نہ کہے تو وہ قابل اعتماد ہوگا؟

امام احمدؒ نے فرمایا: ''مجھے نہیں معلوم!''

www.KitaboSunnat.com

میں نے پوچھا: اَعمش کی تدلیس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس کے لیے کیسے الفاظ تلاش کیے جائیں گے (انکی ان مرویات کو کیسے اکٹھا کیا جائے گا جن میں سماع کی صراحت نہیں)

امام احمدؒ نے جواباً فرمایا: ''یہ کام بڑا مشکل ہے۔''

امام ابوداوٗد نے فرمایا: أي إنك تحتج به ''آپ اَعمش کی معنعن روایات کو قابل اعتماد گردانتے ہیں!'' (سؤالات أبي داؤد للامام احمدؒ: ص ۱۹۹، فقرہ: ۱۳۸)

گویا امام احمدؒ کا مقصود یہ ہے کہ ایسا راوی جو اپنی مرویات کے تناسب سے بہت کم تدلیس کرتا ہے تو اس کے عنعنہ کو محض اس وجہ سے ردّ نہیں کیا جائے گا کہ وہ مدلس راوی ہے۔ اگر ایسا کیا گیا تو بہت ساری مقبول اَحادیث بھی ردّ کرنا ہوں گی جو تشدد اور بے موقع سختی کا اِظہار ہے۔ ضروری ہے کہ ہم اَعمش اور ان جیسے دوسرے مدلسین کی معنعن روایات کو مطلق طور پر قبول کریں یہاں تک کہ کسی دلیل سے اس مخصوص حدیث میں تدلیس معلوم ہوجائے۔ مثلاً صحیح سند کے باوجود متنِ حدیث میں نکارت آجائے یا پھر کسی دوسری روایت میں اس شیخ سے عدمِ سماع کی صراحت کرے وغیرہ تو وہ مخصوص روایت ناقابل اعتبار ہوگی۔

مزید برآں امام احمدؒ کے قول: 'میں نہیں جانتا' سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سبھی مدلسین سے یکساں سلوک نہیں کیا جائے گا۔ سائل خواہش مند تھے کہ امام احمدؒ اس حوالے سے کوئی کلی قاعدہ بیان فرمادیں مگر امام احمد نے کوئی قاعدہ کلیہ نہیں بتادیا۔

امام احمدؒ اِن دونوں (ہشیم اور اَعمش) کی عنعنہ کا ردّ نہیں کررہے جو مشہور بالتدلیس ہیں تو اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ وہ قلیل التدلیس راوی کے عنعنہ کو بالاولیٰ سماع پر محمول کرتے ہیں۔ اِلا یہ کہ قلیل التدلیس راوی کی روایت میں تدلیس ثابت ہوجائے۔ گویا یہ وہی منہج ہے جو امام ابن معینؒ، امام ابن مدینیؒ وغیرہ کا ہے۔ جس پر امام یعقوب بن شیبہ نے سکوت فرما کر شیخین کی تائید کی ہے اور امام بخاری کا مذہب ہے۔

⑤ امام بخاریؒ

امام بخاریؒ، سفیان ثوریؒ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ولا أعرف لسفيان الثوري عن حبيب بن أبي ثابت ولا عن مسلمة بن

www.KitaboSunnat.com

كهيل ولا عن منصور وذكر مشائخ كثيرة، ولا أعرف لسفيان عن هولاء تدليساً ما أقل؟؟ تدليسه (علل الترمذي:۲/۹۶۶،التمهيد لابن عبدالبر: ۱/ ۳۵،جامع التحصيل للعلائي:ص۱۳۰، النکت لابن حجر:۲/۶۳۱)

امام بخاریؒ کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ تدلیس کی کمی اور زیادتی کا اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ امام بخاریؒ نے یہ نہیں فرمایا کہ سفیان ثوریؒ جن اَساتذہ سے تدلیس نہیں کرتے، ان سے معنعن روایت بھی بیان نہیں کرتے۔ بلکہ یہ فرمایا:

''سفیان ثوری کی ان شیوخ سے تدلیس کو میں نہیں جانتا۔''

اور یہ بات بھی انتہائی بعید ہے کہ سفیان ثوری کی ان شیوخ سے سبھی مرویات جو امام بخاریؒ تک پہنچی ہیں، وہ سماع یا تحدیث کی صراحت کے ساتھ ہوں، بلکہ سفیان ثوری کی ان شیوخ سے معنعن روایات کا موجود ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ مگر اس کے باوجود امام بخاریؒ نے سفیان ثوری کی ان سے معنعن روایات پر تنقید نہیں کی۔ بلکہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امام صاحب نے سفیان کی ان سے معنعن روایات کو اتصال پر محمول کیا ہے۔

امام بخاریؒ نے مدلس (تدلیس والی) روایات کا تتبع کیا ہے۔ ایسی مرویات کا نہیں جن میں سماع اور تدلیس دونوں کا احتمال ہو۔ اگر امام بخاریؒ کا مذکورہ بالا کلام تدلیس اور تدلیس کے احتمال دونوں کا محتمل ہوتا تو امام صاحب کا یوں کہنا زیادہ مناسب تھا: ''سفیان ثوری نے ان شیوخ سے سماع اور تحدیث کی صراحت کی ہے۔'' مگر امام صاحب نے ایسا نہیں فرمایا۔

☜ یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے ثوریؒ کی ان شیوخ سے روایات میں اصل 'اتصالِ سند' کو رکھا ہے تا آنکہ کسی روایت میں صراحتاً تدلیس ثابت ہوجائے؟ یا پھر ثوری کی ان سے روایات میں اصل انقطاع ہے یہاں تک کہ ہر ہر حدیث میں سماع یا تحدیث کی صراحت موجود ہو؟

اوّلا: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے امام ثوری کی ان شیوخ سے روایات کو سماع پر محمول کیا ہے تا آنکہ کسی قرینے سے معلوم ہوجائے کہ یہ روایت مدلس ہے جیسا کہ دیگر ماہرین فن کا اُسلوب ہے۔

www.KitaboSunnat.com

ثانیاً: چونکہ سفیان ثوری کو امام بخاریؒ سے قبل متعدد محدثین نے مدلس قرار دیا ہے جن میں امام یحییٰ بن سعید القطان بھی شامل ہیں۔ (التاریخ لابن معین:۳/۳۷۴،فقرہ ۱۸۲۲، روایة الدوري،العلل ومعرفة الرجال للامام احمد:۱/۲۴۲،فقرہ ۳۱۸)

جس بنا پر امام بخاریؒ جانتے تھے کہ ثوری مدلس ہیں۔ اب سوال یہ تھا کہ ان کی تدلیس کی ماہیت کیا ہے؟ جس کے پیش نظر امام صاحب نے ثوری کی سبھی روایات کا استقرا کیا اور پھر نتیجہ نکالا کہ ثوری قلیل التدلیس ہیں، لہٰذا ان کا عنعنہ سماع پر محمول کرتے ہوئے قبول کیا جائے گا۔ مدلس روایت اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

ثالثاً: امام بخاریؒ کے اس قول سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام ثوری ان نامزد اور دیگر متعدد شیوخ سے بھی تدلیس نہیں کرتے۔

امام بخاریؒ کے شاگرد امام مسلمؒ کا قول اس مسئلہ میں دلیل قطعی ہے۔

⑥ امام مسلمؒ کی صراحت

امام مسلمؒ رقم طراز ہیں:

إنما كان تفقد من تفقد منهم سماع رواة الحديث ممن روى عنهم إذا كان الراوي ممن عرف بالتدليس في الحديث وشهر به، فحينئذ يبحثون عن سماعه في روايته ويتفقدون ذلك منه، كي تنزع عنهم علة التدليس

''محدثین نے جن راویوں کے اپنے شیوخ سے سماع کا تتبع کیا ہے، وہ ایسے راوی ہیں جو تدلیس کی وجہ سے شہرت یافتہ ہیں۔ وہ اس وقت ان کی روایات میں صراحتِ سماع تلاش کرتے ہیں تاکہ ان سے تدلیس کی علت دور ہوسکے۔'' (مقدمہ صحیح مسلم: ص۲۲، طبع دارالسلام)

امام مسلمؒ کا یہ قول اس بارے میں نص صریح ہے کہ صراحتِ سماع صرف ان راویوں کی تلاش کی جائے گی جو بکثرت تدلیس کرتے ہیں اور ان کی شہرت کی وجہ ان کا مدلس ہونا ہی ہے۔ گویا قلیل التدلیس راوی کا عنعنہ مقبول ہوگا ماسوائے مدلس (تدلیس والی) روایت کے۔

حافظ ابن رجبؒ امام مسلمؒ کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس قول میں احتمال ہے کہ امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ اس راوی کی حدیث میں تدلیس کی

www.KitaboSunnat.com

کثرت ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ امام صاحب اس قول سے مراد تدلیس کا ثبوت اور صحت لے رہے ہوں۔ اس صورت میں امام مسلمؒ کا قول امام شافعیؒ کے قول کے مترادف ہوگا۔''

(شرح علل الترمذي لابن رجب:۵۸۳/۲)

حافظ ابن رجبؒ کے اس قول کے حوالے سے عرض ہے کہ ان کا ذکر کردہ پہلا احتمال امام مسلمؒ کے منہج کے عین مطابق ہے، کیونکہ تدلیس کی بنا پر راوی اسی وقت مشہور ہوگا جب وہ کثرت سے کرے گا۔ رہا ایک حدیث میں تدلیس کرنا یا ایک ہی بار تدلیس کرنا تو اس سے تدلیس میں شہرت نہیں مل سکتی۔

ان متقدمین کے علاوہ متعدد متاخرین بھی تدلیس کی کمی اور زیادتی کا اعتبار کرتے ہیں۔ امام حاکمؒ، امام ابونعیمؒ، امام ابوعمرو الدانیؒ، حافظ علائیؒ اور حافظ ابن حجرؒ وغیرہ کے حوالے سے ہم ''دوسری دلیل: طبقاتی تقسیم'' کے تحت عرض کر چکے ہیں۔ جبکہ حافظ ابن حجرؒ کے حوالے سے مزید عرض ہے:

⑦ حافظ ابن حجرؒ

موصوف بھی تدلیس کی کمی اور زیادتی کا اعتبار کرتے ہیں۔ جس کی تائید ان کی مدلسین کی طبقاتی تقسیم بھی کرتی ہے۔ بلکہ اُنہوں نے مقدمہ کتاب طبقات المدلسين اور النكت على كتاب ابن الصلاح (ج۲ص۶۳۶ تا ۶۴۴) میں اس کی صراحت بھی فرمائی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ یحییٰ بن ابی حیہ کلبی کے بارے میں محدثین کی جرح کی تلخیص کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ضعفوه لكثرة تدليسه ''محدثین نے کثرتِ تدلیس کی بنا پر اسے ضعیف قرار دیا ہے۔'' (التقریب:۸۴۸۹)

اس قول سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ کثرتِ تدلیس بھی باعثِ جرح ہے۔ یاد رہے کہ حقیقی مدلس وہی ہوتا ہے جو تدلیس کثرت سے کرے۔ یہی رائے دیگر بہت سے معاصرین کی ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ان کی نشاندہی بھی کردی جائے گی۔

قارئین کرام! ان ناقدین کے اقوال سے یہ بات بخوبی سامنے آ چکی ہے کہ تدلیس کا حکم لگانے سے پہلے یہ تعیین کرنا ضروری ہے کہ وہ راوی قلیل التدلیس تو نہیں، کیونکہ اس کی معنعن

www.KitaboSunnat.com

روایت قبول کی جائے گی، الا یہ کہ کسی خاص حدیث میں تدلیس کا وجود پایا جائے۔

یہ اَقوال ان لوگوں کے موقف کی ترجمانی نہیں کرتے جو ایک ہی بار کی تدلیس کی وجہ سے ہر معنعن روایت کو قابل ردّ قرار دیتے ہیں اور جو مطلق طور پر ہر مدلس کی معنعن روایت کو لائق التفات نہیں سمجھتے۔ اب امام شافعیؒ کے موقف کے خلاف چوتھی دلیل ملاحظہ ہو:

چوتھی دلیل: ثقات سے تدلیس کی تاثیر

محدثین کے ہاں جس طرح تدلیس کی کمی اور زیادتی کی بنا پر معنعن روایت کا حکم بدل جاتا ہے، اسی طرح ثقہ یا ضعیف راویوں سے بھی تدلیس کرنے کی وجہ سے حکم مختلف ہوجاتا ہے۔ جو مدلسین صرف ثقہ راویان سے تدلیس کریں تو ان کی عنعنہ مقبول ہوگی۔

① یہی موقف حافظ ابوالفتح الازدیؒ (الكفاية للخطيب البغدادي: ۳۸۶/۲، ۳۸۷ رقم ۱۱۶۵، النكت للزركشي: ص۱۸۹، النكت لابن حجر: ۶۲۴/۲، فتح المغيث للسخاوي: ۲۱۵/۱)

② حافظ ابوعلی الحسین بن علی بن زید الکرابیسیؒ ۲۴۸ھ

(شرح علل الترمذی لابن رجب: ج۲ص۵۸۳)

③ حافظ بزارؒ (النكت على مقدمة ابن الصلاح للزركشي: ص۱۸۴، فتح المغيث للعراقي: ص۸۰-۸۱، النكت لابن حجر: ۶۲۴/۲، فتح المغيث للسخاوي: ۱/ ۲۱۵، تدريب الراوى للسيوطي: ۲۲۹/۱)

④ ابوبکر صیرفیؒ نے الدلائل و الأعلام میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ (النكت للزركشي: ص۱۸۴، فتح المغيث للعراقي: ص۸۱، النكت لابن حجر: ج۲/ص۶۲۴) وغیرہ

⑤ حافظ ابن عبدالبرؒ (التمهيد: ج۱/ص۱۷)

⑥ قاضی عیاضؒ (مقدمة إكمال المعلم بفوائد مسلم: ص۳۴۹)

⑦ حافظ علائیؒ (جامع التحصيل: ص۱۱۵)

⑧ امام ذہبیؒ (الموقظة ص۱۰۷، مع شرحه للشيخ الشريف حاتم العونى)

⑨ شیخ الشریف حاتم بن عارف العونی (المرسل الخفي وعلاقته بالتدليس: ج۱ص۴۹۲)

⑩ شیخ صالح بن سعید الجزائری (التدليس واحكامه و آثاره النقدية: ص۱۱۳، ۵۰)

www.KitaboSunnat.com

گویا جو حضرات ہر مدلس کا عنعنہ کو ردّ کرتے ہیں، ان کا یہ موقف محل نظر ہے۔
ان کے موقف کے خلاف پانچویں دلیل پیش خدمت ہے۔

پانچویں دلیل: طویل رفاقت کی تاثیر

جو مدلس راوی کسی استاد کے ساتھ اتنا طویل زمانہ گزارے جس میں وہ اس کی تقریباً سبھی مرویات سماعت کرلے، اگر کچھ مرویات رہ بھی جائیں اور وہ انتہائی تھوڑی مقدار میں ہوں۔ ایسے مدلس کی ایسے شیخ سے تدلیس انتہائی نادر بلکہ کالمعدوم ہوتی ہے۔ کیونکہ عام طور پر ایسی صورت میں تدلیس کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور اس کے عنعنہ کو سماع پر محمول کیا جاتا ہے، الا یہ کہ کسی خاص روایت میں تدلیس ثابت ہوجائے۔

امام حاکمؒ نے مدلسین کی پانچویں جنس میں اِنہیں مدلسین کا تذکرہ کیا ہے۔

(معرفة علوم الحديث:ص۱۰۸،۱۰۹)

مذکورہ بالا دعویٰ کی دلیل امام حمیدیؒ کی عبارت ہے:

''اگر کوئی آدمی کسی شیخ کی مصاحبت اور اس سے سماع میں معروف ہو جیسے ① ابن جریج عن عطا ② ہشام بن عروۃ عن ابیہ ③ اور عمرو بن دینار عن عبید بن عمیر ہیں۔ جو اِن جیسے ثقہ ہوں اور اکثر روایات میں اپنے شیخ سے سماع غالب ہو تو کوئی ایسی حدیث مل جائے جس میں اس نے اپنے اور اپنے شیخ کے مابین کسی غیر معروف راوی کو داخل کیا ہو یا پہلے سے موجود ایسے راوی کو گرایا ہو تو اس مخصوص حدیث، جو اس نے اپنے اُستاد سے نہیں سنی، کو ساقط الاعتبار قرار دیا جائے گا۔ یہ تدلیس اس حدیث کے علاوہ دیگر احادیث میں نقصان دہ نہیں ہوگی، یہاں تک کہ یہ معلوم ہوجائے کہ موصوف نے اس میں بھی تدلیس کا ارتکاب کیا ہے۔ پھر یہ مقطوع کی مانند ہوگی۔'' (الكفاية للخطيب البغدادي:۲/۴۰۹ رقم ۱۱۹۰، اسنادہ صحیح باب فی قول الراوی حدثنا عن فلان)

امام حمیدیؒ کے قول کا مدلول واضح ہے البتہ ان کی پیش کردہ تین مثالوں پر تبصرہ ناگزیر ہے:

پہلی مثال اور ابن جریج کی تدلیس: امام حمیدیؒ کی ذکر کردہ پہلی مثال (ابن جریج عن عطا) کی توضیح یہ ہے کہ عطا بن ابی رباح سے ان کی روایت سماع پر محمول کی جائے گی۔ (التاریخ الکبیر

لابن أبی خیثمة :ص۱۵۷ تحت رقم:۳۰۸) بلکہ عطاء سے روایت کرنے میں یہ أثبت الناس ہیں۔ (التاریخ یحیٰی بن معین: ۱۰۱/۳ فقرہ:۴۱۷۔ روایة الدوري، مزید دیکھئے: معرفة الرجال لابن معین: رقم ۵۵۴، ۱۴۴۷۔ روایہ ابن محرز)

امام احمدؒ نے ابن ابی رباح سے روایت کرنے میں عمرو بن دینار کو ابن جریج پر مقدم کیا ہے۔جیسا کہ ان کے بیٹے امام عبداللہ (العلل و معرفة الرجال: ج۲ص۴۹۶ فقرہ:۳۲۷۲) اور شاگرد امام میمونیؒ [العلل ومعرفة الرجال:ص۲۵۰ فقرہ:۵۰۵] اور صاحب السنن امام ابوداؤد وغیرہ نے نقل کیا ہے۔(سؤالات أبي داؤد للامام احمد:ص۲۲۹،فقرہ۲۱۴)

گویا امام احمدؒ کے ہاں عمرو بن دینار اور ابن جریج دونوں ہی عطا بن ابی رباح کے اخص شاگرد ہیں۔اس کے سبب کے بارے میں خود ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے عطا کے ساتھ ستر برس کا طویل عرصہ گزارا۔(تہذیب التہذیب لابن حجر:۴۰۴/۶،التاریخ الکبیر لابن ابی خیثمة :ص۱۵۲ تحت رقم۲۹۸) میں ابن جریج کا قول مذکور ہے کہ میں نے حضرت عطا کی بائیں جانب بیٹھ کر بیس برس تک زانوے تلمذ تہہ کیا۔

حالانکہ ابن جریج زبردست مدلس ہیں۔حافظ ابن حجرؒ نے اُنہیں مدلسین کے تیسرے طبقے میں ذکر کیا ہے۔ (طبقات المدلسین :ص۵۵،۵۶۔الظفر المبین) ان کے بارے میں محدثین کے اقوال ملاحظہ ہوں: (معجم المدلسین للشیخ محمد طلعت:ص۳۱۱ تا ۳۲۰، بھجة المنتفح للشیخ أبي عبیده:ص۴۱۶-۴۲۰)

مگر اس کے باوجود امام حمیدیؒ ابن جریج عن عطا کو سماع پر محمول کر رہے ہیں جو ہمارے دعویٰ کی دلیل ہے۔

دوسری مثال: امام حمیدیؒ نے دوسری مثال ہشام بن عروة عن ابیہ کی بیان کی ہے۔ہشام کو حافظ ابن حجر نے مدلسین کے پہلے طبقے میں شمار کیا ہے یعنی جن کی تدلیس نادر ہوتی ہے۔(طبقات المدلسین لابن حجر:ص۳۰،ترجمہ۳۰)مگر راجح قول کے مطابق وہ مدلس نہیں ہیں۔(التنکیل للمعلمی:ج۱ص۵۰۳)

عدمِ نشاط کی وجہ سے کبھی کبھار اپنے والد محترم سے ارسال کرلیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو:

اسلام اور موسیقی پر 'اشراق' کے اعتراضات کا جائزہ از اُستاد ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ (ص ۲۰ تا ۲۳)

هشام بن عروة عن أبيه انتہائی معروف سلسلۂ سند ہے۔

تیسری مثال: امام حمیدیؒ نے تیسری مثال عمرو بن دینار عن عبید بن عمیر کی بیان کی ہے۔

عمرو بن دینار کے جس عمل کو تدلیس قرار دیا گیا ہے، وہ درحقیقت ارسال ہے۔

(التنكيل للمعلمي: ج۲ص ۱۴۶،۱۴۷)

مگر امام حمیدیؒ کی بیان کردہ اس مثال کی دلالت واضح نہیں ہوسکی، کیونکہ امام عبید کی وفات کے وقت امام عمرو بن دینار کی عمر بائیس برس تھی۔ ممکن ہے کہ وہ آٹھ، دس برس اپنے شیخ کی رفاقت میں رہے ہوں۔ مگر اس کی صراحت نہیں مل سکی تاہم امام حمیدیؒ کا قول اس پر دلالت کرتا ہے۔

بہرحال امام حمیدیؒ کی ذکر کردہ تینوں مثالوں میں سے پہلی مثال ہمارے موقف کی تائید کرتی ہے کہ جو مدلس راوی کسی شیخ کی رفاقت میں معروف ہو تو اس شیخ سے معنعن روایت سماع پر محمول کی جائے گی اگرچہ وہ کثیر التدلیس مدلس ہی کیوں نہ ہو اور اس کی تدلیس والی روایت قابل اعتبار نہیں ہوگی۔

امام شافعی کے موقف کے خلاف چھٹی دلیل یہ ہے:

چھٹی دلیل: مخصوص اَساتذہ سے تدلیس

کچھ مدلسین مخصوص اَساتذہ سے تدلیس کرتے ہیں۔ اس لیے ان مدلسین کی مخصوص اَساتذہ سے روایت میں سماع کی صراحت تلاش کی جائے گی، باقی شیوخ سے روایات سماع پر محمول کی جائیں گی۔ اس کی معرفت کے ذرائع دو ہیں:

① کوئی ناقدِفن یہ صراحت کردے کہ یہ راوی صرف فلاں فلاں سے تدلیس کرتا ہے۔ یا یہ کہ فلاں سے تدلیس نہیں کرتا۔

② محدثین ناقدین کے تعامل کی روشنی میں یہ بات طے کی جائے کہ یہ فلاں سے تدلیس کرتا ہے اور فلاں سے نہیں کرتا۔

تنبیہ ①: صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات صحیح ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ ②: بعض مدلسین سے ان کے مخصوص شاگردوں کی معنعن روایت سماع پر محمول کی جاتی ہے۔جس طرح امام شعبہ کی قتادۃ بن دعامہ سے۔ (مسند ابی عوانہ:۲/۳۸)

خلاصہ

ہماری اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ کے ہاں جس راوی نے بھی زندگی میں ایک بار تدلیس کی یا کسی حدیث میں تدلیس ثابت ہوگئی تو اس کی عنعنہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ سماع کی صراحت تلاش کی جائے گی، یہی موقف خطیب بغدادیؒ کا ہے۔

مگر یہ موقف ناقدین فن کے موقف کے برعکس ہے۔اس لیے مرجوح ہے، کیونکہ:

① محدثین کے ہاں تدلیس کی متعدد صورتیں ہیں جس کے متعدد احکام ہیں۔

② مدلسین کی طبقاتی تقسیم اس کی مؤید ہے۔

③ تدلیس کی کمی وزیاتی کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔

④ ثقہ اور ضعیف راویوں سے تدلیس کرنے کا حکم یکساں نہیں۔

⑤ مدلس راوی کسی ایسے شیخ سے عنعنہ سے بیان کرے جس سے اس کی صحبت معروف ہو تو اسے سماع پر محمول کیا جائے گا۔

⑥ جو مدلس راوی مخصوص اساتذہ سے تدلیس کرے تو اس کی باقی شیوخ سے روایت سماع پر محمول قرار دی جائے گی۔

⑦ اگر کثیر التدلیس مدلس روایت کو عنعنہ سے بیان کرے تو اس کے سماع کی صراحت تلاش کی جائے گی۔یہاں یہ بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ محدثین بعض کثیر التدلیس مدلسین کی عنعنہ کو بھی قبول کرتے ہیں جب اس عنعنہ میں تدلیس مضمر نہ ہو۔

⑧ جس مدلس کی روایت میں تدلیس ہوگی تو وہ قطعی طور پر نا قابل قبول ہوگی۔اس نکتہ پر جمہور محدثین متفق ہیں۔خواہ وہ مدلس قلیل التدلیس ہو، صرف ثقات یا مخصوص اساتذہ سے تدلیس کرنے والا ہو، وغیرہ

یاد رہے کہ تدلیس کے شک کا اِرتفاع صراحتِ سماع سے زائل ہوجائے گا یا متابع یا شاہد تدلیس کے شبہ کو زائل کرے گا۔یہی متقدمین ومتاخرین کا منہج ہے جس پر انکے اقوال اور تعاملات شاہد ہیں۔

www.KitaboSunnat.com